درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط وترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
نائب مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال

جامع امام ترمذیؒ کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ماجاء إن من البيان سحراً

باب اس بات کا کہ بعض بیان جادو ہوتے ہیں

○ حدثنا قتيبة ثنا عبد العزيز بن محمد عن زيد بن أسلم عن ابن عمر أن رجلين قدما في زمن رسول الله ﷺ فخطبا فعجب الناس من كلامهما فالتفت إلينا رسول الله ﷺ فقال: "إن من البيان سحرا" أو ان بعض البيان سحر.......... وفي الباب عن عمار وابن مسعود وعبد الله بن شخير ...... هذا حديث حسن صحيح

ترجمہ: ۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دو مرد آئے' پس دونوں نے خطبہ دیا (یعنی لوگوں کے ساتھ خطاب کیا اور بات چیت کی) تو ان کے کلام سے لوگوں نے تعجب کیا' تو رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف دیکھ کر فرمایا: بے شک بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔...... اس باب میں حضرت عمار' حضرت ابن مسعودؓ حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بھی روایات آئی ہیں...... یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

توضیح وتشریح: بعض بیان کو جادو کیوں فرمایا؟

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا' ان من البيان سحراً أو إن بعض البيان سحر۔ اس میں راوی کو شک ہے کہ رسول اللہ کی زبان مبارک سے پہلے جملہ کے الفاظ نکلے ہیں یا دوسرے جملہ کے۔ معنی دونوں کا ایک ہے۔ یعنی بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔ جادو کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے بعض بیان کو جادو فرمایا۔ اور یہ مشابہت اس میں ہے کہ جس طرح جادو مخفی طور پر اثر کرتا ہے اور اس کے ذریعے دلوں کو مائل کیا جاتا ہے اس طرح اثر بعض بیان میں بھی ہوتا ہے جس سے قلوب متاثر ہوتے ہیں اور مائل ہوتے ہیں۔ پس

اگر یہ مؤثر بیان ایسا ہو جس سے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کی طرف میلان پیدا ہوتا ہو اور خشیت الٰہی اور تقویٰ پیدا ہو جاتا ہو تو ایسا مؤثر بیان ممدوح اور مستحسن ہے اور اگر اس بیان میں باطل کو مزین کر کے دکھایا جاتا ہو اور قلوب کو باطل کی طرف مائل کیا جاتا ہو تو یہ مذموم ومکروہ ہے' پس اس حدیث میں مدح اور ذم دونوں پہلو موجود ہیں۔

دو آدمیوں کا فصیح وبلیغ مکالمہ۔ أن رجلین قدما فی زمن رسول اللہ ﷺ فخطبا

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ دو آدمی جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (مدینہ منورہ میں) حاضر خدمت ہوئے' پس دونوں نے ایسا فصیحانہ کلام کیا کہ لوگوں کو ان کی باتوں سے تعجب ہوا' پس اس موقع پر جناب رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ: بے شک بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔ یہ دو آدمی کون تھے؟ اور انہوں نے کیا کہا؟ اس بارے میں۔

حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ مجھے صراحۃً ان دونوں کے ناموں کی واقفیت حاصل نہ ہو سکی۔

لیکن محدثین علماء کی ایک جماعت کا دعویٰ ہے کہ یہ دونوں زبرقان اور عمرو بن الأہیم ہیں۔ زبرقان' زاء اور راء کے کسرہ کے ساتھ ہے' اس کے حسن اور خوبصورتی کی وجہ سے زبرقان اس کا لقب ہوا۔ کیونکہ زبرقان چاند کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اور اس کا اصل نام ونسب اس طرح ہے: حصین بن بدر ابن امرئ القیس بن خلف۔ اور دوسرے کا نام عمرو بن الأہیم اور اس أہیم کا نام سنان بن سمی تھا۔ دونوں بنو تمیم قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ نو ہجری میں بنو تمیم کے وفد کے ساتھ یہ دونوں بھی جناب رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بیہقی نے ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ زبرقان بن بدر اور عمرو بن الأہیم اور قیس بن عاصم جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے تو زبرقان نے فخر کے طور پر کہا۔

یارسول اللہ ﷺ انا سید بنی تمیم والمطاع فیھم والمجاب' أمنعھم من الظلم وآخذ منھم بحقوقھم وھذا یعلم ذلک یعنی عمرو بن الأھیم۔

اے اللہ تعالیٰ کے رسول' ﷺ میں بنی تمیم کا سردار ہوں' ان میں میری اطاعت کی جاتی ہے' اور میری بات مانی جاتی ہے' میں ان کو ظلم سے روکتا ہوں' اور میں ان کے آپس میں ایک دوسرے کے حقوق دلاتا ہوں' اور اس آدمی (یعنی عمرو بن الأہیم) کو یہ سب کچھ معلوم ہے۔ تو اس کے جواب میں عمرو نے کہا۔

أنہ لشدید المعارضۃ مانع لجانبہ مطاع فی إذنہ: بے شک یہ آدمی سخت جھگڑا کرنے والا ہے' اپنے جتھے کا دفاع اور حفاظت کرنے والا ہے اور اس کے حکم کی پیروی کی جاتی ہے۔ تو زبرقان نے کہا:

یا رسول اللہ ﷺ لقد علم من غیر ماقال وما منعہ أن یتکلم الا الحسد:

اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ یقیناً اس آدمی نے جو کچھ کہا اس کے خلاف اس کے علم میں ہے اور اس کو واقع کے مطابق

بات کرنے سے حسد ہی نے روکا۔

تو اس کے جواب میں عمرو بن الأ ھیم نے کہا! أنا احسدک؟ والله یا رسول الله ﷺ، إنه لئیم الخال، حدیث المال، أحمق الوالد مضیع في العشیرہ۔ والله یارسول الله: لقد صدقت في الأولى وما کذبت في الاخرة ولکنی رجل إذا رضیت قلت أحسن ما علمت واذا غضبت قلت أقبح ما وجدت۔ (از تحفة الأحوذی)

کیا میں تیرے ساتھ حسد کروں گا؟ اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ﷺ خدا کی قسم اس کے ماموں کمینہ لوگ ہیں، یہ ابھی ابھی مالدار بن چکا ہے، اس کے باپ دادا احمق ہیں۔ یہ قبیلہ کے بیکار آدمی ہیں۔ خدا کی قسم: اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! یقیناً میں نے پہلی باتوں میں بھی سچ کہا اور اس آخری کلام میں بھی میں نے جھوٹ نہیں بولا۔ لیکن میں ایک ایسا آدمی ہوں کہ جب میں راضی ہوں تو جو اچھی باتیں مجھے معلوم ہوں وہی کہہ دیتا ہوں۔ اور جب غصہ ہو جاتا ہوں تو جو بدترین اور قبیح باتیں محسوس کرتا ہوں، وہی بتا دیتا ہوں۔ یہ سن کر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان من البیان سحرا۔ بے شک بعض بیان جادو ہوتا ہے۔

باب ماجاء في التواضع

تذلل اور عاجزی اختیار کرنے کا بیان

○ حدثنا قتيبة أخبرنا عبد العزيز بن محمد عن العلاء بن عبد الرحمن عن أبيه عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: مانقصت صدقة من مال ما زاد الله رجلاً بعفو الاعزا وما تواضع احد لله إلا رفعه الله ...... وفي الباب عن عبد الرحمن بن عوف وابن عباس وأبي كبشة الأنماري واسمه عمر بن سعد ...... هذا حديث حسن صحيح۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، صدقہ، مال میں ذرہ بھر بھی کمی نہیں لاتا اور اللہ تعالیٰ کسی آدمی کیلئے (اپنے بھائی مسلمان کو) معافی کرنے کی وجہ سے عزت وشرافت کے سوا اور کچھ نہیں بڑھا دیتا اور جو بھی بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اور عاجزی اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو بلند کرے گا اور اس باب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابن عباس اور ابو کبشہ نماری (اور ان کا نام عمر بن سعد ہے) رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بھی روایات آئی ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

<u>توضیح وتشریح:</u> اس باب میں تواضع کی فضیلت بیان ہوتی ہے، تواضع وضع یضع سے ماخوذ ہے، اور وضع کا اصل معنی ہے

کسی چیز کو نیچے رکھنا اور اس کا ضد رفع ہے اس کا معنی ہے اونچا کرنا' اٹھانا' پس تواضع سے مراد اپنے آپ کو نیچے کرنا۔ اپنے نفس کو دبانا۔ تذلل اور عاجزی اختیار کرنا۔

بعض اعمال کا اثر ان کے ضد کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے:

ہر عمل کے لئے کچھ خواص واثرات ہوتے ہیں بعض عمل کا اثر اس کی ضد کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے' تواضع بھی ایک ایسا عمل ہے' اس کا اثر بالکل اس کی ضد کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی جو آدمی اپنے آپ کو پست اور نیچے کرتا ہے' تذلل اور عاجزی اختیار کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرتا ہے اس کی عزت بڑھاتا ہے اور اس کے برعکس جو تکبر کرے گا اور اپنے آپ کو بڑا آدمی ظاہر کرے گا تو پست اور ذلیل ہوگا۔

ے　پستی سے سربلند اور سرکشی سے پست　　　اس راہ کے عجیب نشیب وفراز ہیں

اور ایک حدیث میں ہے: من تواضع للہ رفعه الله ومن تكبر وضعه الله۔
جو آدمی تواضع اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو بلند وبالا کر دے گا۔ اور جو تکبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے پست اور ذلیل کریگا۔

اسی طرح حج کرنے میں بظاہر مال خرچ ہوتا ہے اس کے ظاہر کے مطابق تو اس کا اثر یہ ہونا چاہیے تھا کہ حج کرنے سے آدمی فقیر بن جاتا' لیکن حدیث میں ہے "الحج تنفی الفقر" یعنی حج فقیری کو ختم کر دیتا ہے' یعنی اس ظاہری اثر کے خلاف یہ اثر ظاہر ہوتا ہے کہ حج کرنے سے آدمی مالدار بن جاتا ہے' اسی طرح صدقہ وخیرات کرنے سے بظاہر مال کم ہوتا ہے اسی وجہ سے شیطان ظاہر بین آدمی کو وجوہ خیر میں مال لگانے کی صورت میں فقیری اور ناداری سے ڈراتا ہے کہ اس مال کو نہ چھیڑوں' اللہ کی راہ میں' امور خیر میں نہ لگاؤ ورنہ خود فقیر ومحتاج رہ جاؤ گے' اللہ تعالیٰ نے اس کید شیطانی سے ہوشیار رہنے کی تاکید فرمائی اور اپنی طرف سے مغفرت اور مال کے زیادہ ہونے کا وعدہ فرمایا۔ ان الشیطٰن یعدکم الفقر و یأمرکم بالفحشاء و الله یعدکم مغفرة منه و فضلا (الآیۃ)
یعنی شیطان تم کو فقیری سے ڈراتا ہے اور تم کو بے حیائی کا حکم دیتا ہے' اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ اپنی طرف سے مغفرت کا اور مال کے زیادہ ہونے کا وعدہ فرماتا ہے۔ البتہ انفاق فی سبیل اللہ وغیرہ ہر چیز میں اعتدال اور میانہ روی کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کیونکہ اس کا مستقل طور پر حکم دیا گیا ہے۔ نیز سود سے بظاہر مال زیادہ ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس ظاہر کے خلاف ارشاد فرمایا: یمحق الله الربوٰ ویربی الصدقات (الآیۃ) یعنی اللہ تعالیٰ سود کے مال کو گھٹا کر مٹا دیتا ہے اور صدقات کے مال کو اللہ تعالیٰ بڑھا دیتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے ارشادات کے مطابق اثرات دنیا میں ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ سود کا مال بے برکت ہوتا اور بسا اوقات ظاہرا بھی سود کا مال تباہ ہو کر ختم ہو جاتا ہے' اور سودی خود آدمی دیوالیہ بن جاتا ہے اور صدقات سے اموال کا بڑھ جاتا ہے اور زیادہ ہونا تو ایک ایسا امر ہے کہ ساری دنیا کے مشاہدہ سے معلوم ہے۔ اسی طرح کسی کی ظلم وزیادتی کے

مقابلے میں اس کو معاف کرنا نیز تواضع اور عاجزی اختیار کرنا بظاہر اپنے آپ کو ذلیل کرنا ہے اور اپنے اوپر دوسرے کی بالادستی قائم کرنا ہے۔ اور ظاہر کے اعتبار سے تو اس کی عزت کم ہونی چاہیے اور یہ پست اور ذلیل ہونا چاہیے۔ لیکن جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی کی عزت کو ضرور بڑھا دیتا ہے' یعنی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی' اور اللہ تعالیٰ اس کو بلند و بالا کرتا ہے لیکن اس میں یہ قید لگایا گیا ہے کہ "للہ" ہو یعنی یہ معاف کرنا اور یہ تواضع اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے ہو' پس اگر کوئی آدمی برائی کرنے والے کے ساتھ برائی کرنے کا عزم رکھتا ہو' لیکن یہ کمزور ہے' اور اس کا بس نہیں چلتا اس کمزوری کی وجہ سے وہ انتقام لینا چھوڑ دے' تو اس کیلئے یہ وعدہ نہیں۔ نیز تواضع' عاجزی وانکساری اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے' تب یہ عمل اللہ تعالیٰ کے لئے ہے' اور اللہ اس عمل کا بدلہ دے گا۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تو نقد بدلہ اللہ تعالیٰ یہ دے گا کہ عاجزی وانکساری کے عوض میں اس کو بلند و بالا کردے گا۔ اگر یہ عمل اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے نہ ہو' بلکہ کسی دینوی غرض کے لئے ہو' یا کسی سے چندہ حاصل کرنے کیلئے چند روپے کی مدد کریں میرے ساتھ' تو ایسے تذلل اور عاجزی پر اللہ تعالیٰ کا وعدہ نہیں ہے۔

باب ماجاء فی الظلم
ظلم کا بیان

○ حدثنا عباس العنبری أخبرنا ابوداؤد الطیالسی عن عبدالعزیز بن عبدالله بن أبی سلمه عن عبدالله بن دینار عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال: الظلم ظلمات یوم القیمة ...... وفی الباب عن عبدالله بن عمرو و عائشة و أبی موسیٰ و أبی هریرة (رضی الله تعالیٰ عنهم اجمعین) ...... هذا حدیث حسن غریب من حدیث ابن عمر

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ظلم' اندھیرے ہوں گے قیامت کے دن ...... اور اس باب حضرت عبداللہ بن عمروؓ حضرت عائشہؓ حضرت ابوموسیٰ اور حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بھی روایات آئی ہیں۔

توضیح وتشریح: ظلم اور ظلمات

ظلم کا لغوی معنی ہے' وضع الشئ فی غیر موضعه المختص به: کسی چیز کا اپنا موضع ومحل مخصوص کے علاوہ دوسری جگہ رکھنا' یہاں "الظلم" میں الف ولام" جنس کے لئے ہے' یعنی جنس ظلم قیامت کے دن کے ظلمات اور اندھیروں کا سبب بنے گا۔ جسطرح ظلم کے درجات اور مراتب ہیں' اس طرح اس کے مطابق قیامت کے اندھیروں کا حال بھی

ہوگا۔ شرک بنص قرآن کریم بڑا ظلم ہے' پس مشرک کے لئے بڑا اندھیرا ہوگا۔ اس طرح چھوٹے مظالم کے بدلے میں اندھیرے بھی چھوٹے ہوں گے' چنانچہ ظلم کے مختلف انواع و اقسام ہیں اور ''الظلم'' سے جنس ظلم مراد ہے جو ہر قسم کے ظلم کو شامل ہے' اس وجہ سے ظلمات کو بھی جمع ذکر کیا۔ نیز جیسا کہ متقین مؤمنین کو نور ملے گا اور یہ نور ان کو آگے' دائیں' بائیں مختلف اطراف سے ہوگا' اسطرح یہ اندھیرے بھی ظالم پر مختلف اطراف سے محیط ہونگے اس اعتبار سے ظلمات کو جمع لایا۔

ظلم دراصل ظلمت سے پیدا ہوتا ہے:

ظلم دراصل دل کی ظلمت اور اندھیرے سے پیدا ہوتا ہے' مسلسل فسق و فجور اور نافرمانی کی وجہ سے بالآخر دل سیاہ ہو جاتا ہے اور ظلمات اور اندھیروں کا گھر بن جاتا ہے' ایسے سیاہ دل سے پھر کفر اور شرک جیسا ظلم بھی صادر ہوتا ہے' اور ضعیفوں اور کمزوروں' پر گوناگوں مظالم کے پہاڑ ڈھانے سے بھی اس کا دل ترس نہیں کھاتا' اگر دل ایمان اور ہدایت کے نور سے روشن اور منور ہوتا تو ضرور ان مظالم سے باز آجاتا۔ پس گویا کہ اس نے دنیا میں اپنے دل کو اندھیروں کا گھر بنایا ہے تو قیامت کے دن بھی اس کے لئے اندھیرے ہی اندھیرے ہوں گے۔ اور راہ نجات پانے کے لئے اس کے ساتھ روشنی نہ ہوگی۔

سورۃ النور وغیرہ میں اللہ تعالیٰ نے نور اور ظلمات کی مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ حاصل یہ کہ ایمان' تقویٰ اور عمل صالح یہ نور ہے' ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد ہے: نورھم یسعی بین ایدیھم و بأیمانھم (الایة) اور کفر' شرک' برے اعمال کرنا اور بندوں کے حقوق تلف کرنا۔ یہ ظلمات اور اندھیرے ہیں۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں۔ کیونکہ دنیا میں یہ قبائح و مظالم راہ ہدایت پانے سے مانع ہوتے ہیں' گویا یہ اس کے لئے اندھیرے ہیں جن کی وجہ سے ایمان' ہدایت اور فلاح و کامیابی کی راہ اس کو نظر نہیں آتی۔ اور آخرت میں تو ان چیزوں کا ظلمات ہونا پہلے واضح ہو گیا۔

اور بعض کے نزدیک ظلمات سے مراد عذاب اور شدائد ہیں۔ تو پھر معنی یہ ہوگا کہ ظلم قیامت کے دن کے عذاب' مصائب و شدائد کا ذریعہ ہوگا۔ یعنی دنیا میں ظلم کرنے کی وجہ سے وہ قیامت کے دن مختلف قسم کے مصائب' شدائد اور عذابوں میں مبتلا ہوگا۔

باب ماجاء فی ترک العیب للنعمة

نعمت میں عیب جوئی ترک کرنے کا بیان

○ حدثنا احمد بن محمد أخبرنا عبدالله بن المبارک عن سفیان عن الأعمش عن أبی حازم عن أبی هریرة قال: ما عاب رسول الله ﷺ طعاماً قط کان اذا اشتهاه أکله و إلا ترکه... هذا حدیث حسن صحیح .... و أبو حازم

هو الاشجعي واسمه سلمان مولى عزه الأشجعية۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی کسی طعام کو عیب نہیں لگایا۔ (بلکہ) اگر آپ ﷺ کو کھانے کی خواہش ہوتی تو تناول فرمالیتے' ورنہ چھوڑ دیتے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور یہ ابوحازم اشجعی ہیں۔ اوران کا نام سلمان ہے۔ جو کہ عزہ اشجعیہ کا مولیٰ ہے۔

توضیح وتشریح: ما عاب طعاما قط

جناب رسول اللہ ﷺ طعام میں عیب نہیں نکالتے تھے' جبکہ طعام حلال اور مباح ہو۔ اگر کوئی کھانے کی چیز حرام ہوتی تو اس کو عیب لگاتے تھے اور اس کی برائی بیان فرماتے اور اس کے کھانے سے منع فرماتے تھے۔ حلال اور مباح طعام میں عیب نکالنا اخلاق کریمانہ کے خلاف ہے۔ اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ کبھی بھی طعام میں عیب نہیں نکالتے تھے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ طعام میں خلقت کے اعتبار سے عیب نکالنا جائز نہیں ہے۔ البتہ صنعت کے اعتبار سے (یعنی پکانے اور تیار کرنے میں کچھ نقص اور عیب ہو تو) اس کو بیان کرنا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صنعت میں عیب نہیں ہوسکتی۔ اور مخلوق کی صنعت پکانے کی ترکیب وغیرہ میں عیب ہوسکتا ہے' لہذا اس کو بیان کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طعام میں کسی بھی قسم کا عیب نکالنا جائز نہیں ہے۔ نہ باعتبار خلقت کے اور نہ باعتبار صنعت کے۔ کیونکہ صنعت وترکیب میں عیب نکالنے سے طعام تیار کرنے والے کی دل شکنی ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ بھی جائز نہیں لہذا یہ ممانعت عام ہے۔

نیز عیب نکالنے سے ایک قسم کی بے قدری اور ناشکری ہوتی ہے' اللہ تعالیٰ نعمتوں کی۔ کیونکہ یہ طعام جو کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے دے دیا ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہوں گے۔ کہ ان کو یہ بھی کھانے کے لئے نہیں مل رہا۔

علامہ ابن بطال فرماتے ہیں کہ یہ ایک بہت اچھا ادب ہے' کیونکہ بسا اوقات ایک آدمی کسی چیز کو کھانے کے لئے پسند نہیں کرتا' لیکن دوسرا آدمی اس کو پسند کرتا ہے' اور وہ اسے بہت شوق سے کھاتا ہے اور ہر وہ چیز جس کے کھانے کی شریعت مقدسہ نے اجازت دی ہے' اس میں عیب نہیں ہوتا۔ لہذا عیب لگانے سے بہرحال اجتناب کرنا چاہیے۔ بلکہ اگر پسند ہو تو کھاؤ' پسند نہ ہو تو چھوڑ دو۔ عیب نہ لگاؤ کیونکہ عین ممکن ہے کہ یہ کسی اور کی پسندیدہ چیز ہو۔

اے سیر! ترانان جوین خوش نماید
معشوق من است آنکہ بنزدیک توزشت است
حوران بہشتی را دوزخ بود اعراف
وز دوزخیان پرس کہ اعراف بہشت است